خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ملا صاحب کی باتیں۔

میں اس تاریخ لطیف میں حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے کچھ سرسری حالات زندگی اور عہد خلافت کے حالات کتابوں سے نقل کیے ہیں۔اس جہان رنگ بو میں ایسی باکمال ہستیاں پیدا ہوئی ہیں جن کے رشحائے قلم سے چمن علم و حکمت کی رونق دوبالا ہوئی ہے۔ آج بھی ایسی ہستیوں کے علمی جواہر پاروں کو دیکھ کر قلوب واذہان میں ان کے تشخص کا بانکپن اپنے نقوش مرتب کرتا ہے۔ان حضرات کی کتب سے اور اپنے ادارہ کے اساتذہ کرام کے مشورہ سے بالخصوص مفتی محمد ادریس بصیروی صاحب اور مفتی محمد اسامہ صاحب کی کاوشوں سے میں نے اس تحریر کا آغاز کیا اور خلفاء راشدین کے احوال سے متعلق چند کتب کے مطالعہ سے ان حضرات کے بارے میں چند باتیں اخذ کی ہیں۔

بس دعا ہے اللہ تعالی ان کو قبول فرمائے اور ہمیں اس کاوش میں لگائے رکھے۔

متعلم محمد زبیر عفی عنہ مستونگ

مدرسہ جامعہ الحسن ساہیوال

2020.21/1441.42

تاریخ اندراج:1442-08-23/02021-04-07

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد الذی وعد وو فی ،وعدفعفا،والصلوۃ والسلام علی سید نا محمد سید الشرفاء،ومسود الخلفاء،وعلی آلہ وصحبہ اھل الکرم والوفاء، امابعد

اللہ رب العزت نے اپنے دین کے احیاء وبقا کے لیے ایک مخصوص جماعت کو منتخب فرمایا جن کی ساری حیات آپ ﷺ کی معیت میں وقف تھی۔ اعلائے کلمۃ اللہ یعنی اللہ تعالی کے اسم مبارک کو بلند کرنا مقصود حیات سمجھتے تھے۔ نفسانی اغراض یا ذاتی مفاد کو مذہب اسلام کے سامنے ختم کیے ہوتے تھے۔ زندگی کے نصب العین صرف اللہ کے حکم اور نبی ﷺ کے فرمان کی روشنی میں رائج کر کے آخرت کو سنوارنا تھا۔

اس محبوب مقصد کی خاطر اللہ والوں کی اس مختصر جماعت نے اپنی جان ومال، قرابت واقتدار تک سب آپ ﷺ کے قدموں پر قربان کر دیا، ہر طرح کی قربانی پیش کر کے آخرت کی سرخروئی حاصل کی۔

اصل بات یہ ہے ان حضرات کا یہ دینی ایثار اور یہ بے پناہ جذبہ اسلامی فطرت کے طور پر قدرت نے ودیعت کر دیا۔ یہ انتخاب ازلی تھا جو ان فدایان اسلام کے لیے مخصوص ہوا۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے بندوں کے دل دیکھے تو ان میں محمد ﷺ کے دل کو سب سے بہتر پایا اس لیے ان کو چن لیا اور آپ ﷺ کو پیغمبر بنا کر مبعوث فرمایا، پھر اپنے بندوں کے دل دیکھے آپ ﷺ کے دل کے بعد تو آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے دل کو سب سے بہتر پایا اس لیے ان کو آپ ﷺ کا وزیر بنایا اور ان کو دین کا مددگار ومعاون بنایا جو آپ ﷺ کے دین کے لیے جنگ کرتے ہیں۔ کنز العمال: جلد 2 صفحہ 113 ذلک فضل اللہ یو تیہ من یشاء۔

فی الحال اللہ کی اس منتخب شدہ جماعت کی افضل ترین شخصیت کے چند مختصر سے حالات وفضائل پیش کرنا مقصود ہے۔ اللہ ان سعید روحوں کی برکت سے ہماری آخرت بھی درست فرمائے آمین۔ فوائد نافعہ: صفحہ 21 سے 24

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ اول

ولادت، نام ونسب۔

سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام عبد اللہ بن ابی قحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تمیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب ہے۔ آپ رضی اللہ قرشی اور تیمی ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب آپ ﷺ کے نسب مبارک کے ساتھ حضرت مرہ پر مل جاتا ہے۔

تمام امت محمدی ﷺ کا اجماع ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا لقب صدیق ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ کانام سلمہ بنت صخر ہے، ان کی کنیت ام الخیر ہے، آپ کے والد ابو قحافہ کانام عثمان رضی اللہ عنہ ہے۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی کو ام رمان کے نام سے تعبیر کیا جاتا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت عام فیل سے تین سال بعد 573ھ میں ہوئی۔ حضرت محمد ﷺ سے آپ رضی اللہ عنہ چند سال چھوٹے ہیں۔

قبل از اسلام قوم میں آپ رضی اللہ عنہ کا مقام

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام سے پہلے قبائل واقارب میں راست گوئی، امانت ودیانت میں مشہور تھے۔ زمانہ جاہلیت میں قریش کی شرافت و حکمت دس خاندانوں میں منحصر و منقسم تھی، ان معزز وسر دار خاندانوں کے نام۔ ہاشم، امیہ، نوفل، عبد الدار، اسد، تمیم، مخزوم، عدی، جمح اور سہم ہیں۔

بنو تمیم میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ خوں بہا اور تاوان کا فیصلہ کرتے تھے، جس کو آپ رضی اللہ عنہ مان لیتے تمام قریش اس کو تسلیم کرتے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ علاوہ اس شرف وفضیلت کے اپنے قبیلے کے سر دار اور مجملہ دس سر داران قریش کے ایک سر دار تھے، مال ودولت کے اعتبار سے بھی بڑے متمول اور صاحب اثر تھے، آپ رضی اللہ عنہ قریش میں بڑے بامروت اور لوگوں پر احسان کرنے والے تھے، مصائب کے وقت صبر واستقامت کے پہاڑ تھے، لوگ آپ رضی اللہ عنہ سے اپنے معاملات میں مشورہ لیا کرتے اور آپ رضی اللہ عنہ کو اعلی درجہ کا صاحب الرائے سمجھتے تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ انساب اور اخبار عرب کے بڑے ماہر تھے، آپ طبعا برائی اور بد خصلتوں سے محترز رہتے تھے، آپ نے جہالت ہی سے شراب کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا، کسی نے پوچھا آپ نے کبھی شراب پی ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نعوذ باللہ کبھی نہیں، اس نے پوچھا کیوں؟ آپ نے فرمایا میں نہیں چاہتا تھا کہ میرے بدن سے بو آئے اور مروت زائل ہو جائے۔ یہ گفتگو آپ ﷺ کی مجلس میں روایت ہوئی، تو آپ ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سچ کہتے ہیں۔

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ خیر مجسم، بے عیب، سلیم الطبع اور حق پسند تھے جب آپ ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ پر اسلام پیش کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے بغیر قیل اور قال کے اسلام قبول فرمایا اور ناصر اور مدد گار رہے اور حضور ﷺ کا اس طرح ساتھ دیا کہ اس کی کوئی نظیر نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا بجز ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جس کو بھی دعوت دی اس نے اسلام کے بارے میں کچھ نہ کچھ پس وپیش ضرور کیا، آپ ﷺ نے فرمایا بجز نبی کے اور کسی پر جو ابو بکر سے بہتر ہو آفتاب طلوع نہ ہوا۔ تاریخ اسلام جلد 1 صفہ 289 سے 191

عہد اسلام

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ابتدا ہی سے آپ ﷺ سے محبت اور الفت تھی خاص انس وخلوص تھا اور آپ کے حلقہ احباب میں داخل تھے، اسی وجہ سے سفروں میں بھی ہمراہی کا شرف حاصل ہوتا تھا۔

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ وہ شخص ہیں جو سب سے پہلے ایمان لائے اور سب سے پہلے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ میمون بن مہران سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے نزدیک علی رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، انہوں نے یہ سن کر سخت غصہ کیا، فرمانے لگے کہ ان دونوں میں بھی موازنہ کئے جانے کے وقت تک زندہ رہوں گا، ارے یہ دونوں اسلام کے لیے بمنزلہ سر کے تھے، مردوں میں سب سے پہلے ابو بکر رضی اللہ عنہ اور لڑکوں میں علی رضی اللہ عنہ ایمان لائے تھے۔

علماء کا اتفاق ہے کہ محمد ﷺ کی اجازت کے بغیر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کبھی آپ ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑا، اور ہر وقت آپ ﷺ کے ہمراہ رہتے تھے۔(تاریخ اسلام:1/291)

جب آپ ﷺ کو نبوت عطا ہوئی اور آپ ﷺ نے اپنے احباب مخلصین اور محران راض کے سامنے اس حقیقت کو ظاہر فرمایا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے مردوں میں بیعت کے لیے ہاتھ بڑایا، بعض ارباب سیر نے ان کے قبول اسلام کے متعلق بہت طویل قصے نقل کیے ہیں لیکن یہ سب حقیقت سے دور ہیں اصل یہ ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا آئینہ دل پہلے سے صاف تھا، فقط خورشید حقیقت کی عکس افگنی کی دیر تھی۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ایک قصیدہ سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے:

اذاتذکر ت شجوا من اخی ثقة -فاذکراخاک ابابکر بما فعلا-

جب تمہیں کسی سچے بھائی کا غم آوے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو یاد کرو اور ان کے کارناموں کی بنا پر۔

خیر البریۃ اتقاھا اعد لھا -بعد النبی وفاھابماحمدا۔ وہ تمام میں نبی ﷺ کے بعد تقوی اور عدل کے لحاظ سے بہتر تھے اور نہوں نے جو کچھ اٹھایا اس کو پورا کر کے چھوڑا

والثانی والتالی المحمود شھد ہ-واول الناس منھم صدق المرسلا،

وہی ثانی اور آپ ﷺ کے بعد متصل ہیں جن کی مشکلات میں موجودگی کی تعریف کی گئی اور وہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے رسولوں کی تصدیق کی۔(سیر الصحابہ:1/55تا57،)

اشاعت دین

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہو جانے سے خود بخود لوگوں کو اسلام کی طرف توجہ پیدا ہوئی اور آپ نے تبلیغ کا کام شروع کر دیا، ان کوششوں سے حضرت عثمان بن عفان، زبیر بن عوام، عبد الرحمن بن عوف، طلحہ بن عبید اللہ، سعد بن ابی وقاص، ابو عبیدہ، ابو سلمہ، خالد بن سعید، ابن العاص رضی اللہ عنھم جیسے اکابر قوم اسلام میں داخل ہوئے۔ یہ آسمان اسلام کے نجوم تاباں ہیں، ان تمام ستاروں کا مرکز شمسی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی ہے۔ ادھر کثیر تعداد غلاموں اور لونڈیوں کی جو نور اسلام سے منور ہو چکی تھی، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان

تمام بندگان توحید کو ان کے جفاکار مالکوں سے خرید کر آزاد کرایا، چنانچہ بلال ابن رباح حبشی، عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنھما، نہدیہ وغیرہ صدیقی جود وکرم سے مشرف باسلام ہوئے۔ فوائد نافعہ: ص25۔26

فیما انزل من الایات فی مد حہ او تصدیقہ او مر من شانہ

ثانی اثنین اذھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ علیہ"التوبہ:40،

تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ اس آیت میں "صاحب" سے مراد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی ہے،

ابن ابی حاتم نے "فانزل اللہ سکینتہ علیہ "میں ضمیرہ کا مرجع ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے، کیوں کہ آپ ﷺ سے اطمینان وسکون کبھی بھی زائل نہیں ہوا۔

ان سعیکم لشتی "کی تفسیر میں ابن ابی حاتم نے بیان کیاہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، امیہ اور ابی کی کوششیں مختلف ہیں۔

فامامن اعطی واتقی۔ اللیل:5

ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت عروہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سات ایسے غلام آزاد کئے جنہیں اللہ کی راہ میں عذاب دیا جاتا تھا۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئیں:

ولمن خاف مقام ربہ جنتان" الرحمن :46

اور یہ آیت حضرابو بکر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ بعض حضرات فرماتے ہیں اس سے مراد ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنھما ہے۔

وشاور ھم فی الامر۔ : ال عمران:

حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنھما کے حق میں نازل ہوا ہے۔ وغیر ذلک

تاریخ الخلفاء: ص98 تا100

حضور ﷺ کی وفات اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت

10ھ میں آپ ﷺ حجۃ الوداع کے لیے تشریف لے گئے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہم رکاب تھے، آپ ﷺ نے واپسی پر مختصر سا خطبہ دیا اور فرمایا خدا نے ایک بندہ کو اختیار دیا تھا، دنیا اور عقبیٰ کے درمیان اس نے عقبیٰ کو اختیار کیا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر رونے لگے، لوگوں کو بہت تعجب ہوا۔ لیکن درحقیقت ان کی فراست دینی اس کنایہ کی تہ تک پہنچ گئی کہ بندہ سے آپ ﷺ مراد لیا تھا، چناچہ اس تقریر کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کو خیال ہوا کہ اگر امامت کا شرف حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو عطا کیا تو وہ محسود خلائق ہو جائیں گے، اس لیے انہوں نے خود اور حفصہ رضی اللہ عنھا نے بارگاہ نبوت ﷺ میں عرض کی کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نہایت رقیق القلب ہیں، یہ منصب عمر رضی اللہ عنہ

کو عطا کیا جائے۔ لیکن آپ ﷺ نے ابو بکر رضی عنہ کے امامت کے لیے اصرار کے ساتھ حکم دیا اور برہم ہو فرمایا تم انہیں کی طرح ہو جنہوں نے یوسفؑ کو دھوکہ دیا دینا چاہا تھا۔

21 ربیع الاول دوشنبہ کے روز جس دن آپ ﷺ دنیا سے وفات پائی ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے، آپ ﷺ نے حجرے کا پردہ اٹھا کر دیکھا اور خوش ہو کر مسکرائے۔

جب آپ ﷺ دنیا سے رخصت ہوگئے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کو بوسہ دیا اور فرمایا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہو جائیں، وہ موت جو آپ ﷺ کے مقدر میں تھی وہ اس کا مزہ چکھ چکے۔ پھر جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ جوش میں تقریر کر رہے تھے اور قسم کھا کر آپ ﷺ کی موت کا انکار فرما رہے تھے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یک طرف ہو کر فرمانے لگے، اے لوگو! اگر تم محمد ﷺ کی پرستش کرتے تھے تو آپ ﷺ بیشک انتقال فرما گئے ور اگر اللہ کی عبادت کرتے ہو تو اللہ زندہ ہے "قال اللہ تعالیٰ:و ما محمد الارسول قدخلت من قبلہ الرسل "جب لوگوں نے یہ تقریر سنی تو ہر ایک دل مطمئن ہو گیا، حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! ہم لوگوں ایسا معلوم ہوا کہ گویا یہ آیت ابھی نازل ہوئی ہے۔

مشکلات کا در پیش ہونا اور ان کا حل

جب آپ ﷺ کے انتقال کی خبر مشہور ہوئی تو منافقین کی سازش سے مدینہ میں خلافت کا فتنہ اٹھ کھڑا ہوا۔ انصار اور مہاجرین میں خلافت کی بحث چھڑ گئی۔ اس سے پہلے کہ آپس میں دست گریبان ہو جاتے اور اس طرح اسلام کا چراغ ہمیشہ کے لیے گل ہو جاتا، لیکن اللہ تعالیٰ نے آسمان اسلام پر ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما جیسے مہر وماہ پیدا کر دیئے تھے، جنہوں نے اپنے عقل وسیاست کی روشنی سے افق اسلام کی ظلمت اور تاریکیوں کو کافور کر دیا۔ ان کے آپس میں اتفاق کرایا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر سب کو بیعت کے لیے آمدہ کیا کہ ابو بکر صدیق ہم سب سے زیادہ باثر اور متقی ہیں تو اس انتخاب کو سب نے پسند کیا اور تمام خلقت بیعت کے لیے ٹوٹ پڑی، اس طرح وہ اٹھتا ہوا طوفان دفعتہ رک گیا۔

اس فرض سے فارغ ہونے کے بعد دوسرے روز مسجد میں بیعت عامہ ہوئی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منبر پر بیٹھ کر ان الفاظ میں اپنے آئندہ طرز عمل کی توضیح فرمائی: اے لوگو! میں تم پر حاکم مقرر کیا گیا ہوں، حلانکہ میں تم لوگوں میں سب سے بہتر نہیں ہوں، اگر میں اچھا کام کروں تو تم میرے اعانت کرو اور اگر میں برائی کی طرف جاؤں تو تم مجھے سیدھا کرو، صدق امانت ہے اور کذب ہلاکت ہے۔

سیر الصحابہ: جلد1 ص68

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت

گو تمام مسلمانوں نے بیعت کی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ باقاعدہ مسند خلافت پر متمکن ہوگئے، تاہم حضرت علی رضی اللہ عنہ اور بعض دوسرے صحابہ رضی اللہ عنھم نے کچھ دن تک بیعت میں تاخیر کی۔ اس توقف کے بارے میں عجیب وغریب مباحث پیدا کر دی گئیں، اس تاخیر کی کی وجہیں بتائی گئی ہیں۔ لہذا جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے انتقال ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کچھ اس

انداز سے باتیں کیں کہ خلیفہ اول کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور جواب دیا "قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں اپنے رشتہ داروں سے آپ ﷺ کے رشتہ داروں کو زیادہ عزیز رکھتا ہوں، رہا آپ ﷺ کی متروکہ جائداد کا جھگڑا تو اس میں، میں نے آپ ﷺ کے طرز عمل سے سرمو انحراف نہیں کیا"۔

غرض اس طرح دوستانہ شکوہ سنجی سے دونوں کا آئینہ دل صاف ہوگیا اور بعد نماز ظہر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجمع عام میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف عذر خواہی کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ شاندار الفاظ میں ان کے فضل و شرف کا اعتراف کیا۔

سیر الصحابہ: جلد 1 ص 69 تا 71

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا وصیت نامہ

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے وصیت نامہ یہ ہے کہ اپنے عہد دنیا کے آخر میں دنیا سے جاتے ہوئے اور عہد آخرت کے ابتدائی مرحلہ میں داخل ہوتے ہوئے تحریر کیا۔ جس میں کافر ایمان لے آتے ہے، فاسق فاجر انسان اپنے کئے پر سزا کا یقین کر لیتا ہے اور جھوٹا انسان سچ بولتا ہے۔ تم پر اپنے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نام زد کیا ہے، تم سب ان کی بات سننا اور اطاعت کرنا۔ اللہ گواہ ہے، میں نے اللہ اس کے رسول مکرم ﷺ اور آپ کے دین پاک کی خدمت میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں برتی اور نہ ہی اپنی ذات اور تم سے بھلائی کرنے میں کمی کی ہے۔ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ انصاف کے تقاضے پورے کریں تو میرا ان کے متعلق یہی ایمان ہے اور آپ کے بارے میں ایسا ہی جانتا ہوں۔ اگر وہ رو گردانی کریں تو ہر شخص کے لیے وہی کچھ ہے جو اس نے کمایا ہو گا۔ لوگو! میں نے تو تم سے صرف بھلائی کا اردہ کیا ہے۔ میں غیب کا علم نہیں رکھتا۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"

تاریخ الخلفاء: ص 156

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ ثانی

نام نسب

عمر (رضی اللہ عنہ) نام، کنیت ابو حفص، فاروق لقب، والد کا نام خطاب اور والدہ کا نام ختمہ تھا، پورا سلسلہ نسب یہ ہے۔ عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوئی بن فہر بن مسالک۔ عدی کے دوسرے بھائی مرہ تھے جو آپ ﷺ کے اجداد میں سے ہیں، اس لحاظ سے عمر رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب آٹھویں پشت میں آپ ﷺ سے جا ملتا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

قریش کے سر بر آوردہ اشخاص میں ابو جہل اور عمر بن الخطاب اسلام کے سب سے بڑے دشمن شمار ہوتے تھے۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی "اللھم اعزالا سلام باحد الرجلین اما ابن ھشام واما عمر بن الخطاب" مگر یہ دولت عمر رضی اللہ عنہ کے قسمت میں لکھ دی تھی، ابو جہل کے حصہ میں نہیں۔"ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء"۔جب اس دعاء کی برکت سے عمر رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے، جو اسلام کا سب سے بڑا دشمن تھا اسلام کا سب سے بڑا جان نثار بن گیا۔ابن عباس رضی اللہ عنھما سے ایک روایت ہے عمر رضی اللہ عنہ جس دن اسلام لایا مشرکین نے کہا کہ آج مسلمانوں نے ہم سے سارا بدلہ لے لیا اور اسی روز یہ آیت نازل ہوا۔"یاایھا لنبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین":

ابن سعد، صہیب بن سنان رومی رضی اللہ عنھم سے روایت ہیں کہ جب عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو اسلام ظاہر ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اسلام سے پہلے مسلمان خفیہ طور پر ہجرت کیا کرتے تھے۔جب عمر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کا قصد کیا تو ایک ہاتھ میں برہنہ تلوار اور دوسرے میں تیر اور پشت پر کمان کو لگا کر خانہ کعبہ میں تشریف لائے، سات مرتبہ طواف کیا اور دو رکعتیں مقام ابراھیم کے پاس کھڑے ہو کر پڑھیں، پھر سرداران قریش کے حلقہ میں تشریف لائے اور ایک ایک سے کہا تمارے منہ کالے ہوں جو شخص اپنے ماں کو بے فرزند اور اپنی بیوی کو بیوہ کرنا چاہتا ہو وہ آکر مقابلہ کرے۔

فضائل عمر رضی اللہ عنہ

آپ ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا کہ لوگوں کو میرے پاس پیش کیا جاتا ہے اور قمیص پہنے ہوہیں، بعض کی قمیض سینہ تک، بعض کی اس سے کم، بعض کی اس سے زیادہ، مگر عمر رضی اللہ عنہ کی قمیض سب سے زیادہ ہے اور وہ زمین میں گھسٹتی جاتی ہے، لوگوں نے عرض کیا کہ قمیص سے کیا مراد،

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا "واللہ جس راستے سے تم جاتے ہو اس راستے کو شیطان چھوڑ کر کوئی دوسرا راستہ اختیار کرلیتا ہے۔ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمر رضی اللہ عنہ ہی ہوتا۔اور ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تک عمر رضی اللہ عنہ تمارے درمیان رہیں گے فضول کا دروازہ بند رہے گا۔ آپ ﷺ ایک دفعہ فرمایا آسمان کا ہر فرشتہ عمر رضی اللہ عنہ کا وقار کرتا ہے اور زمین کا ہر شیطان اس سے ڈرتا ہے۔ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا عمر فاروق رضی اللہ عنہ چراغ اہل جنت ہیں۔

تاریخ اسلام:ج1ص350تا355

خلافت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور فتوحات

عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر رضی اللہ کی حیات مبارک میں ہی جمادی الآخر 13ھ میں ولی عہد نامزد ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انتہائی جانفشانی سے امور خلافت نبھائے، آپ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں بے شمار فتوحات ہوئیں۔

14ھ میں دمشق، حمص اور بعلبک اور بصرہ اور وائلہ فتح ہوئے، اسی سال آپ رضی اللہ عنہ نے باجماعت تراویح ادا کرنے کا حکم دیا۔15ھ میں طبریہ، اردن فتح ہوا، اسی سال واقعہ یرموک اور واقعہ قادسیہ پیش آیا۔16ھ میں اھواز اور مدائن فتح ہوئے۔17ھ میں مسجد نبوی کی توسیع کی اور

اسی سال حجاز مقدس میں قحط پڑا اس لیے اس سال کو عام الرمادہ کہا جاتا ہے۔18ھ میں یبا پور حلوان فتح ہوا،اسی سال رہالہ اور سمیساط فتح ہوئے۔ نیز حران، نصیبین اور جزیرہ کا اکثر حصہ فتح ہوا۔ موصول اور اس کے نواحی علاقہ جات فتح ہوئے۔19ھ مین قساریہ فتح ہوا۔20ھ مصر اور اسکندریہ بھی فتح ہوا۔22ھ میں آذربائیجان اور دینو اور اسبذان اور ہمدان فتح ہوئے،23ھ میں کرما، سجستان ،اور پہاڑی علاقوں میں سے مکران،اصفہان،اور نواحی علاقہ جات فتح ہوئے اور اس سال کے آخر میں حج سے واپسی کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔

ابو صالح السمان کہتے ہیں کہ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تورات میں آپ کو اس حالت میں پاتا ہوں کہ آپ کو شہید کئے جائیں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے کیسے شہادت نصیب ہو سکتی ہے حالانکہ میں جزیرہ عرب میں ہوں۔ اسلم کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی: اللھم ارزقنی شھادۃ فی سبیلک وجعل موتی فی بلد حبیبک۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ ایک مرغ نے مجھے ایک یا دو ٹھونگیں ماری، میں نے اس کا تعبیر یہ بتاتا ہوں کہ میری موت قریب ہے۔ لوگ مجھے حکم دیتے ہیں خلیفہ نام زد کروں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر مجھے موت آئے تو ان چھ افراد پر مشتمل شوری، خلیفہ کا تقرر کرے گی۔ ان حضرات سے رسول اللہ ﷺ اپنی وفات تک راضی تھے ،وہ حضرات یہ ہیں: حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبد الرحمن بن عوف اور حضرت سعد رضی اللہ عنھم ،جن پر مجلس مشاورت قائم کر دی ہے۔حاکم کا کہنا ہے کہ ان چھ افراد نے مشاورت تین افراد کے سپرد کر دی۔

پر ان تین میں عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا مین خلیفہ نہیں بننا چاہتا ہوں، تم دونوں میں سے جو امر خلافت کے اہل ہو وہ مجھے بتادے۔ یہ سن کر وہ حضرات خاموش ہو گئے، پھر عبد الرحمن بن عوف نے فرمایا یہ انتخاب میرے سپرد کرو، تو دونوں حضرات نے یہ تجویز پسند کیا تو حضرت عبد الرحمن رضی اللہ عنہ نے ان حضرات سے، علیحدہ علیحدہ بات کی پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ 26 ذی الحج بروز بدھ زخمی ہوئے اور یکم محرم الحرام کی چاند شب دفن ہوئے، آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک 63 برس تھی بعض کہتے ہیں66 اور بعض 61۔

تاریخ الخلفاء:260تا268

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ خلیفہ ثالث

شجرہ نسب ولادت باسعادت

آپ رضی اللہ عنہ کا شجرہ نسب یوں ہے۔ عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب القرشی الاموی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبد اللہ اور ابو لیلی بھی ہے۔

واقعہ فیل کے چھٹے سال آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت ہوئی، آپ رضی اللہ اعنہ آغاز اسلام میں ہی دولت ایمان سے مشرف ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ ان خوش نصیب افراد میں سے ہیں جنہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دعوت اسلام دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دو مرتبہ ہجرت فرمائی، پہلی دفعہ حبشہ، دوسری مرتبہ مدینہ منورہ ہجرت فرمائی۔ تاریخ اسلام: جلد1 ص418

عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل

رسول اللہ ﷺ نے قبل از ہجرت اپنی بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ عنھا کی شادی عثمان رضی اللہ عنہ سے کرادی تھی، جب جنگ بدر ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ سیدنا رقیہ رضی اللہ عنھا کی سخت علالت کے سبب جنگ بدر میں شریک نہ ہوسکے، آپ ﷺ کے اجازت سے مدینہ منورہ میں رہے اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنھا جنگ بدر کے دن فوت ہو گئیں، تو آپ ﷺ نے اپنی دوسری بیٹی سیدتنا کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی آپ رضی اللہ عنہ سے کرادی، اسی لیے آپ رضی اللہ عنہ ذی النورین کے خطاب سے مشہور ہیں۔

سوائے عثمان رضی اللہ عنہ کے اور کوئی شخص دنیا میں ایسا نہیں گذرا جس کے نکاح میں کسی نبی کی دو بیٹیاں رہی ہوں۔

آپ رضی اللہ عنہ کے حیا کے تذکرے

عثمان رضی اللہ عنہ حیا میں خاص طور پر ممتاز تھے، ایک دفعہ جس وقت عثمان رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے تو آپ ﷺ نے اپنے کپڑے مبارک درست فرمائے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ایسے شخص سے حیا کیوں نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ عثمان میرے پاس سے گذرا جبکہ اس وقت میرے پاس ایک فرشتہ بیٹھا ہوا تھا، اس فرشتہ نے کہا: شہید ہی تو ہے جسے آپ ﷺ کی قوم قتل کرے گی۔ ہم اس سے حیا کرتے ہیں۔

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے سامنے عثمان رضی اللہ عنہ کی حیا کی ذکر آیا تو انہوں نے فرمایا کہ اگر کبھی عثمان رضی اللہ عنہ نہانا چاہتے تو دروازہ کو بند کر کے کپڑے اتارنے میں اس قدر شرماتے کہ پشت سیدھی نہ کر سکتے تھے۔ تاریخ الخلفاء: ص275

انقلاب کی کوشش اور حضرت عثمان رضی اللہ کی شہادت

حضرت عثمان کی خلافت کے ابتدائی چھ سال امن وامان سے گزرے، فتوحات کی وسعت، مال غنیمت کی فروانی وظائف کی زیادتی، زراعت کی ترقی، حکومت کے عمدہ نظم، بہر حال ہر قسم کی فروانی تھی۔ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ ان کے خلاف وعظ کہتے تھے اور فرماتے تھے کہ

ضرورت سے زیادہ مال جمع کرنا ایک مسلمان کے لیے ناجائز ہے۔ جس سے نظام حکومت خلل پڑ تا تھا،اس لیے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی استدعا پر حضرت عثمان نے ان کو مدینہ بلالیا، مگر اب مدینہ وہ اگلا مدینہ نہیں رہا تھا۔ بیرونی لوگوں کے بڑے بڑے محلات تیار ہو چکے تھے، اس لیے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے یہاں بھی دل برداشتہ ہو کر "ربذہ" نام کے ایک گاؤں میں اقامت اختیار کیا۔

شروع کے چھ سال میں نہایت احسن انداز میں خلافت کے احکام چلے اور ہر بندہ سکون کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نہات رقیق القلب تھے اور اپنی قوم سے بہت محبت کرتے تھے اور انکے کمی وغیر کو در گزر کرتے۔ جب اہلیان مصر نے ابن ابی سرح کی شکایت کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر کو خط دیکر مصر کی طرف روانہ کیا، جب مصر کے قریب پہنچے تو ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ اونٹ تیزی سے بھگا رہاتھا اور وہ آدمی مشکوک لگ رہاتھا۔ جب اس کو پکڑا اور اس سے پوچھ گچھ کی تو اس نے جواب دیا میں امیر المؤمنین کا غلام ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ کو مصر کے گورنر کی پاس بھیجا ہے۔ ایک شخص نے کہا۔ مصر کا گورنر تو یہ ہے تو اس نے کہا مجھے اس سے کوئی تعلق نہیں۔ جب اس کی تلاشی لی تو اس سے ایک خط برآمد ہوا، جس میں تھا کہ محمد بن ابی بکر اور فلاں فلاں اشخاص جب تیرے پاس حاضر ہوں تو انکو قتل کرنا، وہ یہ خط پڑھ کر سہم گئے اور واپس مدینہ لوٹ گئے اور یہ خط کبار صحابہ رضی اللہ عنھم تک پہنچے تو وہ حضرات آپ رضی اللہ عنہ کے خدمت میں حاضر ہوئے اور تفتیش کی، لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے قسم کا کر کہا یہ خط میرا نہیں ہے۔ لوگ جان گئے تھے یہ خط مروان کا ہے اور یہ ایک ایسی سازش تھی جس کی وجہ سے آپس میں مسلمان افراد فریق کی شکار ہوگئے، جب لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے مروان کا مطالبہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے انکار فرمایا کیو ں کہ آپ حاکم وقت تھے اور اپنے انداز سے اس کو سزا دینا چاہتے تھے، اسی ختلاف کے ایام میں محمد بن ابی بکر آپ رضی اللہ عنہ کی گھر میں داخل ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ کی داڑھی کو پکڑ لیا آپ نے فرمایا "واللہ لو رآک ابوک لساءہ" محمد بن ابو بکر نے آپ رضی اللہ عنہ کے داڑھی کو چھوڑا۔ اچانک دو آدمی داخل ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا، لوگ جب داخل ہوئے اور دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ کو شہید پایا۔ یہ خبر آگ کی طرح چاروں طرف پھیل گئی۔ کچھ وقت بعد لوگ علی رضی اللہ عنہ کی پاس آئے اور التجا کرنے لگے کہ ہم آپ سے بیعت کرتے ہیں۔ آپ اپنا ہاتھ آگے بڑاہائیں۔ امیر کا ہونا ضروری ہے، علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ تو اہل بدر پر مبنی ہے ، جس پر وہ راضی وہی خلیفہ ہوگا، تمام اہل بدر علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے ہم آپ سے زیادہ کسی کو خلافت کا حقدار نہیں دیکھتے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ہاتھ آگے بڑھائے اور تمام لوگوں نے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کرلی۔

تاریخ الخلفاء: ص276 تا288

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی دس خصوصیات

(1) میں اسلام قبول کرنے والے چار خوش نصیب افراد میں چوتھا ہوں۔

(2) میں نے جیش عسرۃ تیار کیا۔

(3) آپ ﷺ نے اپنے لخت جگر کا نکاح مجھ سے کیا۔

(4) پھر جب وہ وفات پا گئیں تو آپ ﷺ نے اپنی دوسری صاحبزادی کا نکاح مجھ سے کر دیا۔

(5)جب سے میں نے اپنے دائیں ہاتھ سے آپ ﷺ کی بیعت کی ہے تو اسے کبھی اپنی شرمگاہ پر نہیں رکھا۔

(6)میں ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کرتا ہوں۔

(7)میں نے نہ زمانہ جاہلیت نہ زمانہ اسلام میں زنا کیا ہے۔

(8)میں نے کبھی برائی کا ارادہ نہیں کیا۔

(9)میں نے نہ تو زمانہ جاہلیت میں نہ زمانہ اسلام میں چوری کی ہے۔

(10)قرآن کو میں نے آپ ﷺ کے عہد میں جمع کر دیا تھا۔

تاریخ الخلفاء:267تا290

سیدنا علی رضی اللہ عنہ خلیفہ رابع

نام ونسب

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن لوی بن غالب تھا۔

آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو الحسن اور ابو تراب ہے، آپ رضی اللہ عنہ کے والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد ہیں،

آپ رضی اللہ عنہ کی فضائل

آپ رضی اللہ عنہ ان دس خوش نصیب افراد میں سے ہیں جنہیں دنیامیں جنت کی خوشخبری دی گئی تھی۔ جس وقت یہ آیت نازل ہوا:(ندع ابنآءنا وبنآء کم)تو آپ ﷺ نے فرمایا حضرت علی ،حضرت فاطمہ ،حضرت حسن آور حضرت حسین رضی اللہ عنہم اجمعین کو بلایا اور فرمایااے پروردگارعالم!یہی میرے اہلبیت ہیں۔جنگ خیبر میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کل میں ایسے شخص کو علم دونگا جس کے ہاتھ پر قلعہ فتح ہو گا، اور وہ جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو خوش کر لیا ہے،اگلے روز صبح کو تمام صحابہ رضی اللہ عنہم منتظر تھے کہ دیکھیں وہ شخص کون ہے،تو آپ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو بلوالیااور جھنڈا سپرد کیااور قلعہ فتح ہوا۔

آپ ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایاچار شخص ایسے ہیں جن سے محبت رکھنے کا مجھ کو حکم دیا گیاہے،لوگوں نے عرض کیاوہ وہ خوش نصیب لوگ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایاحضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ،حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ،حضرت مقداد رضی اللہ عنہ اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہیں۔

ایک دفعہ آپ ﷺ نے فرمایا جس کا میں دوست ہوں اس کے علی رضی اللہ عنہ بھی دوست ہیں،پھر آپ ﷺ نے فرمایااے اللہ!جو شخص علی رضی اللہ عنہ سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی رکھے تو بھی اس سے دشمنی رکھ۔امام ترمذی نے حضرت ابوسعید الخذری رضی اللہ عنہ سے نقل کیاہے کہ ہم منافقین کو علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغض رکھنے کی وجہ سے پہچان لیتے تھے۔حضرت مسروق کابیان ہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم کاعلم حضرت عمر حضرت علی حضرت ابن مسعود اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنھم پر ختم ہو گیا۔

آپ رضی اللہ عنہ کی حیات طیبہ کے واقعات وفیصلے

"الطیوریات"میں بسند حضرت جعفر بن محمد کے والد سے منقول ہے کہ کسی شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا:جناب والا!ہم آپ رضی اللہ عنہ کو خطبہ میں یہ کہتے ہوئے سنتے ہیں۔

اللہم اصلحنا بمااصلحت بہ الخلفاء الرشدین المھدیین

"اۓ اللہ!ہماری اصلاح فرمااس کے ذریعے جس کے ذریعے خلفائے راشدین مہدیین کی اصلاح فرمائی تھی۔جناب والا!وہ کون ہیں آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں آنسوؤں سے چھلک پڑیں اور ارشاد فرمایا:وہ میرے دو مخلص دوست حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہماہیں۔وہ دونوں امام الھدیٰ اور شیخ الاسلام تھے دونوں قریشی جوان تھے۔رسول اللہ ﷺ کے بعد ان دونوں ہستیوں کی اقتداء کی جاتی تھی،جس نے ان دونوں کی اقتداء کی وہ محفوظ رہااور اور جس نے ان کی اتباع کی اس نے سیدھی راہ پالی ۔جس نے ان کے دامن تھام لیاوہ اللہ تعالی کے گروہ میں شامل ہو گیا۔

ایک عجیب واقعہ: ایک مرتبہ دوآدمی دوپہر کے وقت کھانا کھانے بیٹھے،ایک کے پاس پانچ روٹیاں تھیں اور دوسرے کے پاس تین،جب ان کے پاس ایک آدمی گزراتوان دونوں نے اس کو دعوت دی،تو وہ ان کے پاس بیٹھ کیااور کھانا کھایااور جاتے وقت ان دونوں کو آٹھ درہم دیکر چلا گیا،اور کہاجو میں نے کھایایہ ان کابدلہ ہے،توان میں ایک نے کہاجس کے پانچ روٹیاں تھیں لہذامیں پانچ درہم لونگا،دوسرے نے کہانہیں ان کوبرابر تقسیم کرے۔مقدمہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دربار میں پیش ہوا۔آپ رضی اللہ عنہ نے تین روٹی والے کو کہاکہ جو تیرا ساتھی تجھے

دے رہا ہے وہ لیے لے اس نے کہا نہیں واللہ میں حق کے فیصلہ پر ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا حق کے مطابق آپ کے لیے صرف ایک درہم ہیں اور اس کو تفصیل کے ساتھ بتا پھر وہ آدمی خاموش ہو گیا۔

ابن عساکر نے جعفر بن محمد کے والد سے نقل کیا کہ، علی رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی چاندی کی بنی ہوئی تھی اور اس پر یہ نقش کندہ تھا (نعم القادر اللہ)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے منقول ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی پر "الملک للہ" کندہ تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پر حکمت مختصر کلمات

الحزم سوء الظن ۔القریب من قربتہ المودۃ وان بعد نسبہ ۔ والبعید من باعدتہ العداوۃ وان قرب نسبہ۔سبع من الشیطان ۔(1)شدۃ الغضب (2)وشدۃ العطاس(3)وشدۃ التثاؤب (4)و القیئ(5) والرعاف (6) النجوی ` (7)النوم عند الذکر

تاریخ الخلفاء:(297تا336

شہادت علی رضی اللہ عنہ

جنگ نہروان میں خوارج کے صرف نو آدمی بچ گئے تھے ان نو آدمیوں نے علی رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت اور سازشوں کو کامیاب بنانے کی کوشش کی، مگر کوئی کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ آخر مکہ میں عبد الرحمن بن ملجم مرادی، برک بن عبد اللہ تمیمی، عمرو بن بکر تمیمی یہ تین جمع ہوئے اور آپس میں مقتولین نہروان کا ذکر کرکے دیر تک افسوس کرتے رہے پھر تینوں نے عہد پیمان کیا کہ عبد اللہ بن ملجم مرادی مصر میں علی رضی اللہ عنہ کو اور برک بن عبد اللہ تمیمی معاویہ رضی اللہ عنہ کو اور عمرو بن بکر تمیمی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ حاکم مصر کو، قتل کرے اور یہ تینوں ایک تاریخ، ایک ہی وقت میں وقوع پزیر ہوں، چناچہ 16 رمضان یوم جمعہ نماز فجر کا وقت مقرر ہوا، تینوں آدمی دمشق، کوفہ اور مصر کی طرف روانہ ہوگئے۔ جب رمضان کی مقررہ تاریخ آئی تو برک بن عبد اللہ تمیمی نے دمشق کی مسجد میں داخل ہو کر جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نماز فجر کی امامت کر رہے تھے تلوار کا ایک ہاتھ مارا اور یہ سمجھ کر کہ تلوار کا ہاتھ کاری لگا ہے بھاگا، لیکن گرفتار کر لیا گیا، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے مگر زخم مہلک نہ تھا، اور اسی مقررہ وقت اور تاریخ میں عمرو بن بکر نے مسجد میں فجر کی امامت کرتے ہوئے خارجہ بن ابی حبیبہ بن عامر کو عمرو بن العاص سمجھ کر تلوار کے ایک ہی وار میں قتل کر دیا، اس روز اتفاقا عمر بن العاص رضی اللہ عنہ بیمار ہوگئے تھے، اور انہوں نے اپنی جگہ خارجہ بن حبیبہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا، اسی روز کوفہ میں عبد الرحمن بن ملجم نے نماز فجر کے وقت مسجد میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا، اور اس زخم کے صدمہ سے دو روز کے بعد 17 رمضان 40ھ کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔

تاریخ اسلام:(ج:1۔ص550تا555)

واللہ اعلم بصواب